الزام تراشی

تحریر: سہیل احمد لون

کلاس روم میں استاد بچوں کو پڑھا رہا تھا اس نے بلیک بورڈ پر چاک سے ایک لکیر کھینچ کر کہا کہ اس لکیر کو چھیڑے بغیر چھوٹا کر کے دکھاؤ۔ کلاس میں موجود تمام بچے سوچ میں پڑ گئے۔ کلاس کے سب سے ذہین طالب علم نے بھی اس کا حل تجویز نہ کیا تو استاد محترم نے چاک پکڑا اور لکیر کے متوازی ایک بڑی لکیر کھینچ دی جس سے پہلے والی لکیر بغیر چھیڑے چھوٹی ہو گئی۔ استاد نے بچوں کو سمجھایا کہ بالکل اسی طرح زندگی کے معاملات میں انسان ایک دوسرے کو چھوٹا دکھانے کے لیے مختلف ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں تا کہ ان کا قد بڑا نظر آ سکے۔ حالانکہ جیسے لکیر کو چھیڑے بغیر اس کے مقابل بڑی لکیر کھینچ کر چھوٹا کیا جا سکتا ہے اسی طرح کسی شخص کو چھیڑے بغیر یہ کام انسانوں میں بھی ہو سکتا ہے۔ وطن عزیز میں ہر شعبے میں ہمیں ایسی لاتعداد مثالیں مل سکتی ہیں جہاں لوگ اپنی ذات کو کسی دوسرے سے بہتر ثابت کرنے کے چکر میں الزامات اور بہتان کی بارش کرنے میں کسی قسم کی شرم محسوس نہیں کرتے۔ اگر پینٹنگ کی سیاسی گیلری کا جائزہ لیا جائے تو اس میں ہمیں مختلف سیاسی مصوروں کی لاتعداد تصویریں دیکھنے کو ملیں گی جنہیں الزامات اور بہتانوں کے رنگوں سے سیاہ کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی۔ افسوس کی بات یہ ہے سیاسی گیلری میں الزامات کی سیاہی سے ایک دوسرے کی تصویر بنانے میں ہر کوئی مشغول نظر آیا۔ اس غلیظ کام میں سب اتنے مگن ہوتے ہیں کہ وہ عوامی نمائندے ہونا کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر عوامی مسائل کو حل کرنے کی بجائے اپنی ساری توانائی اور وقت الزامات کی نظر کر دیتے ہیں۔ گرگٹ کا رنگ بدلنا تو فطری عمل ہے جس میں لالچ کا کوئی عنصر شامل نہیں ہوتا مگر ہمارے سیاسی اکابرین وقت کے ساتھ مفادات کے لیے کسی بھی رنگ میں ڈھل سکتے ہیں۔ ذاتی مفادات کو قومی مفادات کا نام دے کر کسی بھی قسم کی ڈیل کر لیتے ہیں۔ یہ بات اتنی پرانی نہیں جب قاف لیگ کو قاتل لیگ کہا جاتا تھا، ان پر سنگین الزامات لگائے گئے، پھر نظریہ ضرورت کے تحت وہ اتنے منظورِ نظر ہو گئے کہ تمام الزامات کو بھلا کر ان کو سینے سے لگایا گیا، الزامات کی سیاہی کو دھونے کے لیے ''ڈپٹی پرائم منسٹر'' کے عہدے کا ڈیٹرجن ایجاد کر کے استعمال کیا گیا۔ کل تک جو ''پرویزی عہد'' میں حکومت کرنے کا مزہ لوٹ رہے تھے آج وہی لوگ اپنے مفادات کی خاطر لال مسجد، بگٹی کیس جیسے واقعات میں حصہ دار ہونے کا الزام قبول کرنے کو تیار نہیں بلکہ الزام کی ساری سیاہی مشرف کے منہ پر مل کر اسے سیاہ کرنے کی بھرپور کوشش بھی کرتے ہیں، کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ پرویز مشرف ہی سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ عمران خان کے سونامی میں بھی الزامات کا مدوجزر ہر جگہ نظر آتا ہے۔ سابقہ انتخابات میں الزامات کا ایک ایسا طوفان آیا جس میں عمران خان کی امیدوں کے سارے چراغ ہی گل ہو گئے۔ عمران خان نے الطاف حسین کو اپنا حدف بنایا اس پر الزامات کی پٹاری لے کر برطانیہ تک آئے مگر آج تک اس میں سے کوئی سانپ نہیں نکل پایا۔ پھر الزامات کو وقت، حالات اور مفادات کی قبر میں دفن کر کے کراچی میں پی ٹی آئی کا جلسہ بھی کیا گیا جو ایم کیو ایم کے تعاون کے بغیر ناممکن تھا۔ نون لیگ کے سربراہ بھی روایتی پاکستانی سیاسی رہنماء ہیں جو آمر کی انگلی پکڑ کر سیاسی چال چلنا سیکھے، جب انہوں نے یہ محسوس کیا کہ وہ سیاسی میراتھن میں بھاگنے کے قابل ہو گئے ہیں تو فوج اور حساس اداروں پر الزامات لگانے شروع کر دیے۔ حالیہ فرقہ

واریت اور دہشت گردی کے واقعات کاالزام انٹیلی جینس اداروں پرڈال رہے ہیں۔آئی جے آئی کا قیام کیسے عمل میں آیا اور اس میں کون کون حصہ دار تھا اس راز سے پردہ اٹھایا گیا یا الزام لگایا گیا یہ بھی تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔ بریگیڈیر(ر)امتیاز بلا کے ضمیر نے سو ۔۔۔کھانے کے بعد حج کرنے پر مجبور کیا تو انہوں نے بھی الزامات کی میاؤں میاؤں کی، ایکس سروس مینز نے مشرف کے خلاف الزامات کا ''کورٹ مارشل'' کیا۔پاکستان کو ایٹمی قوت بنانے والے پر بھی الزامات لگا کر محصور کیا گیا، چیف جسٹس پر الزام لگا کر اس کی چھٹی کروانے کی کوشش کی گئی......جس کا انجام مشرف کی چھٹی پر ہوا۔مولا جٹ کی طرح ذوالفقار مرزا بھی الزامات کا گنڈاسہ لیکر لندن تک جا پہنچے، پھر گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب بھی ہو گئے۔اس کے بعد''محسن جمہوریت'' کو بچانے کے لیے ایک اور جیالا فیصل رضا عابدی الزامات کے میدان میں اترے۔اپنے مخصوص انداز میں پھنکارتے ہوئے ٹاک شوز اور پریس کانفرنسز میں چیف جسٹس کو للکارتے رہے مگر کسی نے کوئی خاص''نوٹس'' نہیں لیا۔الطاف حسین نے بھی الزامات کا جواب اپنے مخصوص انداز میں دیا جسے میڈیا نے گھنٹوں براہ راست نشر کرکے ان کی اہمیت کا احساس دلانے کی کوشش کی۔ملک ریاض نے بھی عدالت سے نکل کر پریس کانفرنس کی جسے میڈیا والے کوریج نہ دے کر ''توہین نمک'' کرنے کی جرات نہیں سکتے تھے۔رانا ثناءاللہ، راجا ریاض احمد بھی ہمیشہ الزامات کی توپوں کی سلامی دیتے رہتے ہیں۔میموگیٹ میں لگنے والے الزامات سرد خانے میں ڈال دیے گئے، سیاستدان آمروں پر اور آمر سیاستدانوں کو موجودہ حالات کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔میڈیا جو الزامات کی سیریل چلانے میں ہمیشہ مصروف رہتا ہے اس پر بھی الزامات لگنے شروع ہو گئے جس کی وجہ سے عوام کا میڈیا پر اعتبار متزلزل ہونا شروع ہو گیا خاص طور پر''ٹاک شوز'' ''بہتان شوز'' کا منظر پیش کرتا ہے۔الزامات لگاؤ اپنی جان چھڑاؤ کے فارمولے پر ہم اتنے کاربند ہو گئے ہیں کہ اب یہ سلسلہ سیاست سے نکل کر مذہب میں بھی شامل ہونا شروع ہو گیا ہے۔الزامات لگاتے وقت اب قرآن پاک کو ہاتھ میں لے کر لوگوں کا یقین دلانے کی سیاست کا رواج چل پڑا ہے۔سیاست میں مذہب اور مذہب میں سیاست کی وجہ سے ہماری مشکلات میں اضافہ ہو رہا ہے۔الزامات لگانے میں اب قرآن پاک جیسی مقدس کتاب کو استعمال کرنے کے قابل شرم فعل سے بھی کچھ لوگ نہیں گھبراتے۔حالیہ رمشا مسیح کے کیس میں امام مسجد نے لڑکی پر الزام لگانے کے لیے قرآن پاک کے نسخوں کا استعمال کرکے توہین قرآن پاک کی۔ ہماری جذباتی عوام نے آج تک ایسا کوئی بھی کیس بغیر تصدیق کیے ملزم کو خود ہی عبرت کا نشان بنا کر اختتام پزیر کیا ہے مگر اس کیس میں عوامی شعور اتنا ترقی ضرور کر گیا کہ انہوں نے لڑکی کو حکام کے حوالے کر دیا۔تفتیش کے بعد نئی بات سامنے آئی جس پر امام مسجد کو حراست میں لیا گیا جس نے لڑکی کو پھنسانے کے لیے مکروہ فعل سرانجام دیا۔الزام لگانے کی عادت اتنی عام ہو چکی ہے کہ لوگ ملزم کو مجرم ثابت کرنے کے لیے کسی بھی حد تک جانے کو تیار ہو جاتے ہیں۔اس کی بنیادی وجہ ہمارا ناقص نظام ہے جس میں قانون نافذ کرنے والے ادارے آزاد نہیں ہیں۔ جہاں غریب پر جھوٹا الزام لگا کر اسے سزا دی جاتی ہے مگر صاحب حیثیت جرم کرکے بھی آزاد گھومتے ہیں۔جس دن ہمارے ہاں الزامات ثابت نہ کرنے والے کو سزا دینے کا رواج جنم لے گا اسی دن الزام لگانے کی عادت دم توڑنا شروع ہو جائے گی۔

سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

05-09-2012.